Lesson 1: Al-Anfal (Ayaat 1- 19):Day 4 سُوۡرَۃُ الۡاَنۡفَال کی تفسیر

اگلی آیات کا موضوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن اسباب سے مسلمانوں کی مدد کی؟

غزوۂ بدر ایک ہنگامی جنگ تھی۔ آگے جنگِ بدر کی جھلکیاں ہیں۔ اصل مدد تو اللہ کی طرف سے ہی آتی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہمارے اندر وہ خوبیاں پیدا فرما دے کہ جن سے ہم تیری مدد کے مستحق ہو جائیں۔

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ﴿۹﴾

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں ﴿۹﴾

تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ: غ و ث۔ وہ بارش جو بہت دعاؤں کے بعد ہو۔ اور کسی چیز کا طلب کرنا۔ بعد میں اسی سے دوسرے معنی بھی لئے گئے۔

اللہ کے نبیؐ میدان بدر میں کہاں تھے؟ اللہ کے نبیؐ صحابہ کرامؓ کی صفیں مقرّر کرنے کے بعد خود اونچے مقام پر تھے جہاں سے آپؐ جنگی صورتِ حال پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اللہ کے نبیؐ نے ساری رات دعاؤں میں گزاری۔

آپ خود اندازہ لگائیں کہ 313 جنگِ بدر میں ہیں تو دو یا تین سو اور مدینہ میں ہونگے۔ تو ابھی مسلمان بہت کم تعداد میں تھے۔ تھوڑے سے مکہ میں بھی پھنسے ہوئے تھے۔

مسند احمد میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف نظر ڈالی وہ تین سو سے کچھ اوپر تھے پھر مشرکین کو دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی۔ اسی وقت آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے چادر اوڑھے ہوئے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کی کہ الٰہی جو تیرا وعدہ ہے اسے اب پورا فرما الٰہی جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے وہی کر اے اللہ اہل اسلام کی یہ تھوڑی سی جماعت اگر ہلاک ہو جائے گی تو پھر کبھی بھی تیری توحید کے ساتھ زمین پر عبادت نہ ہو گی۔ یونہی آپ دعا اور فریاد میں لگے رہے یہاں تک کہ چادر مبارک کندھوں پر سے اتر گئی اسی وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اٹھا کر آپ کے جسم مبارک پر ڈال کر (پیچھے سے آپ کو اپنی بانہوں میں لے کر) کو آپ کو وہاں سے ہٹانے لگے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بس کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے جی بھر کر دعا مانگ لی وہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرے گا اسی وقت یہ آیت اتری۔

ہم بھی آج کل یہ دعا مانگ سکتے ہیں۔ کہ یا اللہ آج کل دین پر عمل کرنے والے کو استقامت عطا فرما۔ اور مسلمانوں کو دین اسلام پھیلانے اور سکھانے والے بنا دے۔ کہ ہم صحیح دین پر عمل کرنے والے بن جائیں۔

مُرْدِفِيْنَ: ردف: لگاتار۔ مردف / ؛ تابع ہونا۔ اور ردف ہر وہ چیز جو دوسرے کی تابع ہو۔ پیچھے والا۔ شاعری میں لفظ ہوتا ہے ردیف اور قافیہ۔ ردیف پیچھے والا۔

مُمِدُّكُمْ: م د د۔ مدد۔ یعنی فرشتوں کے ذریعے مدد آئی تھی۔ وہ لگاتار، مسلسل آ رہے تھے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ایک کافر پر حملہ کرنے کیلئے اس کا تعاقت کر رہا تھا کہ اچانک ایک کوڑا مانگنے کی آواز اور ساتھ ہی ایک گھوڑ سوار کی آواز آئی کہ 'اے خیر وم ' آگے بڑھ وہیں دیکھا کہ وہ مشرک چت گرا ہوا ہے اس کا منہ کوڑے کے لگنے سے بگڑ گیا ہے اور ہڈیاں پسلیاں چور چور ہو گئی ہیں۔

اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو سچا ہے یہ تیری آسمانی مدد تھی۔ پس اس دن ستر کافر قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے۔
(صحیح مسلم:1763)

کہا جاتا ہے کہ جبرائیلؑ کے گھوڑے کا نام خیر وم تھا۔ یعنی فرشتے اپنے گھوڑوں پر مدد کے لئے آئے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

اور یہ تو اللہ نے فقط خوش خبری دی تھی اور تا کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ﴿۱۰﴾

جَعَلَهُ: اس لفظ میں ہ کی ضمیر فرشتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

یعنی فرشتے تو صرف تمہاری تسلی کے لئے آئے۔ یہاں عقیدے کی تصحیح کی جارہی ہے کہ اَب فرشتوں کو مدد کرنے والا نہ سمجھ لینا۔ اصل مدد تو اللہ کی طرف سے تھی۔

اللہ تعالیٰ تو کن کہتا ہے تو فیکون ہو جاتا ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو تا۔

یہاں سے یہ بات بھی سمجھ لیں کہ مسلمان جنگ کے لئے گئے تو پھر فرشتوں کی مدد آئی۔ یہ نہیں کہ گھر بیٹھ جائیں کہ اللہ مدد بھیج دے گا۔ انسان کو کوشش خود کرنی پڑتی ہے۔ بھاگ دوڑ کرنی چاہیئے اور اسباب سے مدد لینی چاہیئے۔

کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ آج مسلمانوں کے لئے اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟

مولانا ظفر علی خان کا شعر ہے؛

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو ۔ اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

تو ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ ہمارے اعمال کیسے ہیں؟

آج وہ ماحول نہیں، جب مسلمان اسلام پر ہوتے ہیں تو فرشتے تو اَب بھی آ سکتے ہیں۔

اِذۡ یُغَشِّیۡکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنۡہُ وَیُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمۡ بِہٖ وَیُذۡہِبَ عَنۡکُمۡ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ وَلِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَیُثَبِّتَ بِہِ الۡاَقۡدَامَ ﴿ۜ۱۱﴾

جس وقت اس نے تم پر اپنی طرف سے تسکین کے لیے اونگھ ڈال دی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ اس سے تمہیں پاک کر دے اور شیطان کی نجاست تم سے دور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے قدم جما دے ﴿۱۱﴾

اس جنگ بدر میں جبکہ اپنی کمی اور کافروں کی زیادتی، اپنی بے سروسامانی اور کافروں کے پر شوکت سروسامان دیکھ کر مسلمانوں کے دل پر بُرا اَثر پڑرہا تھا پروردگار نے ان کے دلوں کے اطمینان کیلیئے ان پر اونگھ ڈال دی۔

ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جب سب کام صحیح ہورہا ہوتا ہے تو سب ٹھیک چل رہا ہوتا ہے۔ جو نہی کچھ غلط ہوتا ہے تو ساتھی ایک دوسرے سے بدگمان ہونے لگتے ہیں۔

اللہ نے بارش بھیج دی۔ ایک تو ظاہری طور پر سب کچھ صاف ہوجاتا ہے لیکن بارش انسان کے دِل پر بھی اچھا اَثر ڈالتی ہے۔ انسان تازہ دم ہوجاتا ہے۔

جب کبھی آپ کے دِل میں غصّہ ہو، کسی بھائی بہن کے خلاف دل میں بدگمانی پیدا ہو تو نہالیں۔ شاور لیں۔ انشاءاللہ دل بھی صاف ہوجائے گا اور بہتر محسوس کریں گے۔

دوسرا فائدہ مسلمانوں کو یہ ہوُا کہ بارش کا پانی پینے اور استعمال کے لئے جمع کرلیا۔

تیسرا فائدہ یہ ہوُا کہ مسلمان اونچی جگہ پر تھے، بارش ہوئی تو پانی بہہ کر نیچے کی طرف چلا گیا اور وہاں کیچڑ بن گیا۔ اور مشرکین کے لئے پھسلن ہوگئی۔ یعنی بارش اللہ کی طرف سے مدد تھی۔

1. پہلی مدد مسلمانوں پر اونگھ آگئی۔ تھکے ہوئے اور پریشان تھے تو آرام کا موقع مل گیا۔
2. دوسری مدد بارش۔ شیطانی وسوسے دل سے نکل گئے۔
3. تادہ دم ہونے سے دل سے دشمن کا خوف نکل گیا۔
4. مسلمان تازہ دم اور مضبوط ہوگئے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی للہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدان جنگ میں اونگھ کا آنا اللہ کی طرف سے امن کا ملنا ہے اور نماز میں اونگھ کا آنا شیطانی حرکت ہے، اونگھ صرف آنکھوں میں ہی ہوتی ہے اور نیند کا تعلق دل سے ہے۔

نبوت کا معجزہ: کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی صفیں دُرست کرتے وقت فرمایا کل یہاں شیبہ کی قبر بنے گی۔ یہاں فلاں مشرک سردار مارا جائے گا۔ یعنی یہ لشکر شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔

کہتے ہیں کہ جو مشرک لوگ فرشتوں کے ہاتھ قتل ہوئے تھے انہیں مسلمان اس طرح پہچان لیتے تھے کہ ان کی گردنوں کے اوپر اور ہاتھ پیروں کے جوڑ ایسے زخم زدہ تھے جیسے آگ سے جلے ہونے کے نشانات۔ یعنی وہ فرشتوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۭ﴿۱۲﴾

جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت رکھو میں کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا سو گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو﴿۱۲﴾

یعنی فرشتوں کو اللہ نے یہی حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کی مدد کرو۔

«وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ» "اے مومنو! دشمنوں کو مارو ان کے جوڑ بندوں پر تاکہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں۔" «بَنَانٍ» جمع ہے «بَنَانَةٌ» کی۔ پس ہر جوڑ اور ہر حصے کو «بَنَانٍ» کہتے ہیں۔

جب اُمید نظر آتی ہے تو کمزور لوگوں کو بھی حوصلہ مل جاتا ہے۔ مشرکین کو یہ سزا کیوں ملی؟

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾

یہ اس لیے ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہو تو بے شک اللہ سخت عذب دینے والا ہے ﴿۱۳﴾

یعنی کافر اللہ کے پلان کے خلاف کام کرنا چاہتا ہے۔

کسی بھی معرکے میں کام کرنے کے لئے ثابت قدمی اور دل کو مضبوط رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے وہ جہاد، ہو قتال ہو یا علم کا میدان ہو۔ ہر جگہ استقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ یہ تو چکھ لو اور جان لو کہ بے شک کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ﴿۱۴﴾

یعنی صرف بدر کی شکست ہی تمہاری سزا نہیں بلکہ جہنم کی آگ کے لئے بھی تیار رہو۔ یہ مشرکین کے لئے پہلی سزا تھی۔ پھر 9 ہجری میں انہیں فتح مکہ کی صورت میں اور بھی ذلت اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

آگے ایمان والوں کو نہ صرف جہاد میں بلکہ دین کے ہر میدان میں کامیاب ہونے کے لئے ہدایات دی جا رہی ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ ﴿۱۵﴾

اے ایمان والو جب تم کافروں سے میدان جنگ میں ملو تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو (۱۵)

زَحْفًا: آہستہ رفتار، یہاں اس سے مُراد دو گروہوں کا ایک دوسرے کے مقابلے پر آنا۔ بدر میں پہلی دفعہ آمنے سامنے جنگ ہو رہی تھی۔ میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر یعنی جنگ چھوڑ کر بھاگنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ یعنی وہ اپنی جان بچانے کے ساتھ دوسروں کی ہمت توڑتا ہے۔

جہاد کے میدان میں جو مسلمان بھی بھاگ کھڑا ہوا اس کی سزا اللہ کے ہاں جہنم کی آگ ہے۔

ہمارا علمی میدان میں بیٹھنا بھی جہاد ہے۔ کبھی اس راستے کو چھوڑنا نہیں ہے۔ دین پر جم جاؤ۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

اور جو کوئی اس دن ان سے پیٹھ پھیرے گا مگر یہ کہ لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا فوج میں جا ملتا ہو سو وہ اللہ کا غضب لے کر پھرا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے (۱۶)

مُتَحَرِّفًا: ح ر ف۔ کنارے کو کہتے ہیں۔

جب لشکر کفار سے آمنا سامنا ہو جائے تو اس وقت پیٹھ پھیرنا حرام ہے ہاں اس شخص کے لیے جو فن جنگ کے طور پر پینترا بدلے یا دشمن کو اپنے پیچھے لگا کر موقعہ پر وار کرنے کے لیے بھاگے یا اس طرح لشکر پیچھے ہٹے اور دشمن کو گھات میں لے کر پھر ان پر اچانک چھاپہ مار دے تو بیشک اس کیلئے پیٹھ پھیرنا جائز ہے۔ یعنی گھوم کر دشمن پر حملہ کرتا ہے۔

مُتَحَيِّزًا: کنڈلی مارنا۔ یعنی داؤ لگانا۔ لڑتے لڑتے مڑنا جائز ہے۔

یا اللہ ہمیں دین کے راستے سے کبھی پلٹنے والا نہ بنانا۔ آمین

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور تو نے مٹھی نہیں پھینکی جب کہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور تا کہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے (۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جھونپڑی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ جب دعا کر کے باہر نکلے تو آپؐ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی ۔ پس مشرکین کے سارے لشکر کے منہ اور آنکھ اور نتھنوں میں وہ مٹی گھس گئی اور انہیں پیٹھ پھیرتے ہی بنی۔

یہ سن کر تو دل چاہتا ہے کہ مومن اللہ کے سامنے سجدے میں چلا جائے۔ کہ دین کا جو کام ہو رہا ہے اللہ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ دین کی جو خدمت ہو رہی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جو اچھے ساتھی ملے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اللہ مٹی کو اسلحے کی طرح بنا دیتا ہے۔

اللہ بندے کو آزمائش میں ڈال کر چھپے وصف ظاہر کر دیتا ہے۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ یہ تو ہو چکا اور بے شک اللہ کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے(۱۸)

ذٰلِكُمْ : یعنی یہ جنگ، جنگی چالیں، یہ فتح۔

یہ صرف بدر کے لئے نہیں بلکہ ہر دفعہ، ہر بار اللہ مسلمانوں کی ایسے ہی مدد کرے گا۔ انشاءاللہ جب مسلمانوں کے اندر ویسا ہی ایمان آئے گا تو اللہ کی مدد آئے گی۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو تمہارا فیصلہ آ چکا اور اگر باز آؤ تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کریں گے اور تمہاری جمعیت ذرا بھی کام نہیں آئے گی اگرچہ وہ بہت ہوں اور بے شک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے(۱۹)

ابو جہل نے بدر والے دن کہا تھا کہ اے اللہ ہم میں سے جو رشتوں ناتوں کا توڑنے والا ہو اور غیر معروف چیز لے کر آیا ہو اسے توکل کی لڑائی میں شکست دے پس اللہ تعالیٰ نے یہی کیا اور یہ اور اس کا لشکر ہار گئے، مکے سے نکلنے سے پہلے ان مشرکوں نے خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعا کی تھی کہ الٰہی دونوں لشکروں میں سے تیرے نزدیک جو اعلیٰ ہو اور زیادہ بزرگ ہو اور زیادہ بہتری والا ہو تو اس کی مدد کر۔ پس اس آیت میں ان سے فرمایا جارہا ہے کہ "لو اللہ کی مدد آگئی تمہارا کہا ہوا پورا ہو گیا۔ ہم نے اپنے نبی کو جو ہمارے نزدیک بزرگ، بہتر اور اعلیٰ تھے غالب کر دیا۔"

جنگِ بدر کو یوم الفرقان بھی کہا جاتا ہے۔

ہر دَور میں جب بھی لوگ اصل اور صحیح دین پر عمل کرتے ہیں تو دوسرے لوگ اُن سے یہی کہتے ہیں کہ تم نے باپ دادا کا دین بدل دیا ہے۔ اور تم رشتے ناطوں کو کاٹنے والے ہو۔

یاد رکھو گو تم سب کے سب مل کر چڑھائی کرو تمہاری تعداد کتنی ہی بڑھ جائے اپنے تمام لشکر جمع کر لو لیکن سب تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو اسے کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔ »وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ« ظاہر ہے کہ "خالق کائنات مومنوں کے ساتھ ہے" اس لیے کہ وہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔

ایک مرتبہ بت پرستوں کی ایک فاجرانہ مجلس میں قریش کے بہت سارے بے وقوف جمع تھے وہاں کسی نے کہا کہ یہ محمد ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں کون ہے جو ایک اونٹ کی اوجڑی لے کر آئے اور جب یہ سجدے میں جائیں تو ان کے اوپر رکھ دے۔

اس کام کی ذمہ داری عقبہ بن ابی معیط نے ان کی گندی خواہش کو پورا کرنے کے لئے لے لی اور پھر ایک گندی اوجڑی لایا اور حبیب مصطفی ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی اس وقت آپ سجدے میں تھے اور بے وقوف لوگ دیکھتے رہے اور وہ ہنس رہے تھے حتیٰ کہ بہت زیادہ ہنسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر

گرے جاتے اور سید المرسلین ﷺ بدستور سجدے میں ہی رہے حتی کہ یہ خبر جنت کی سردار حضرت فاطمہؓ کو پہنچی۔ تو وہ آئیں اور انہوں نے اپنے والد کی پیٹھ سے اس گندگی کو ہٹایا اور اسے دھویا پھر آپ مشرکین کی طرف متوجہ ہوئیں اور انہیں خوب برا بھلا کہا۔

جب آنحضرت ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر ان کے لئے بد دعا کی:

اے اللہ! تو شیبہ بن ربیعہ سے انتقام لے۔ اے اللہ! تو ابو جہل بن ہشام سے انتقام لے۔ اے اللہ! تو عقبہ بن ابی معیط سے انتقام لے۔

جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو ان کی ہنسی بند ہو گئی اور وہ آپ ﷺ کی بد دعا سے خوفزدہ ہو گئے، اللہ تعالٰی نے اپنے نبی ﷺ پر فضل فرماتے ہوئے ان کی دعا قبول فرمائی اور یہ سب غزوۂ بدر میں قتل ہوئے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سے نیکی کے کام لے۔ ہمیں دین کی خدمت کرنے کے مواقع عطا فرمائے۔ آمین